نہ خداوند جل ذکرہ تمام خبروں سے واقف ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس دیکھنے کی وجہ سے برا نتیجہ پیدا ہو گا۔ ایسے ہی عورتوں کے متعلق فرمایا۔ وقل للمومنت یغضضن من ابصارھم ویحفظن فروجھن الآیۃ یعنی عورتوں سے بھی فرما دیجئے کہ اپنی نظروں کو پست رکھیں کسی غیر مرد کی طرف نہ دیکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ میں جب قرآن حدیث کے ان احکام کو اور مسلمانوں کے پردہ کی حالت پر غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا عمل ان احکام پر عشر عشیر بھی نہیں ہے مسلمانو! اگر تمہارا عمل ایسا ہی رہا تو مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری حالت غیر اقوام جیسی نہ ہو جائے اور جلدے انسانیت کے دیا ہوں گے۔ انسانیت کا لباس نہ تمہارے بدن پر نظر آئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کو اس بے پردگی کی وباء سے محفوظ رکھے اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت کا پہلا قدم

(از مولوی محمد ابو الخیر سپیوالی پرتاب گڈھی متعلم دار الحدیث رحمانیہ)

آج مجھے ناظرین کے سامنے ایک مختصر تاریخی واقعہ پیش کر کے یہ بتانا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے اپنے دور حکومت میں کسی مذہبی جبر و تشدد سے کبھی کام نہ لیا۔ نیز مسلمانوں کے اکثر حملے محض مدافعانہ تھے۔ اسلام کو بزور شمشیر پھیلانا کا قطعی خیال نہ تھا۔ چنانچہ ہندوستان میں سب سے پہلے جو مسلمانوں کا حاکمانہ داخلہ ہوا ہے وہ بھی فاتحانہ کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ سراسر مدافعانہ تھا۔ جیسا کہ آئندہ سطور میں آپ پر ظاہر ہو گا۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سلاطین اسلام نے قطعاً ایک شخص کو بھی زبردستی مسلمان نہیں بنایا بلکہ انھوں نے مذہبی معاملات میں نہایت تکاہل اور تساہل سے کام لیا اور آزادی مذہب کو زیادہ مد نظر رکھا ورنہ واقعہ یہ ہے کہ آج ہندوستان بالکل اسلامستان نظر آتا۔ سردار دو جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کا دور دورہ تیس سال تک رہتا ہے اسکے بعد بنو امیہ کی خلافت شروع ہوتی ہے اور اس خلافت کے بانی حضرت امیر معاویہؓ ہوتے ہیں اس کے بعد یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ عبد الملک بن مروان کا زمانہ آتا ہے اس کے قبل چونکہ اندرونی اختلافات بہت کچھ پیدا ہو چکے تھے جن کی مدافعت اور ان مفاسد کو نیست و نابود کرنا ضروری تھا اسلئے غیر ممالک کی طرف پہلے توجہ نہ کی گئی۔ لیکن جب حجاج بن یوسف جیسے مشہور سپہ سالار کے ذریعہ تمام فتنہ و فساد کو برباد کر دیا گیا اور دولت امویہ خوب مستحکم اور استوار ہو گئی تمام عالم اسلام متحد و متفق ہو گیا تو غیر ممالک کی جانب عبد الملک کا خیال پیدا ہوا چنانچہ حجاج بن یوسف کو ممالک مشرقیہ کی جانب روانہ کیا لیکن اس طرف حکمران کی حالت بہت نازک ہو چکی اور یہاں کے لوگ دولت امویہ کے بالکل خلاف ہو چکے تھے اور یہاں کے باشندے محمد و معاویہ علافی کے قیادت میں باغیوں کا ایک پورا لشکر تیار کر چکے تھے۔ جب حجاج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے ایک لشکر جرار ایک سپہ سالار کی ماتحتی میں

اس فتنہ کو دبانے کی خاطر روانہ کیا لیکن یہ حجاج کا لشکر باغیوں کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور سپہ سالار کو نہایت بیدردی اور سفاکی سے قتل کیا جاتا ہے اس کے بعد حجاج دوسرا سپہ سالار روانہ کرتا ہے لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوتا ہے جو کہ سپہ سالار سابق کا ہوا تھا۔ اس کے بعد حجاج ایک بڑا لشکر محمد بن ہارون کی ماتحتی میں ان باغیوں کے مقابلے کیلئے روانہ کرتا ہے محمد بن ہارون بمشکل تمام اپنے مقصد میں کسی قدر کامیاب ہو جاتا ہے لیکن ایک طریقے سے یہ بھی کامیاب نہ ہو سکا آخر یہ معاویہ کو جو باغیوں کا سردار تھا گرفتار کرکے قتل کرا دیتا ہے لیکن دوسرے سردار یعنی محمد علافی کو گرفتار نہ کر سکا چنانچہ محمد علافی مفرور ہو کر ۸۵ھ میں راجہ داھر کے پاس جو کہ سندھ میں اپنی حکومت کو نہایت زور شور سے چلا رہا تھا اور مسلمانوں کی آپس کی خانہ جنگیوں کو بنظر استحسان دیکھ کر دل ہی دل میں حد درجہ مسرور و محظوظ ہو رہا تھا چلا گیا۔ راجہ داھر نے محمد علافی کی نہایت ہی قدر و منزلت کی اور اعزاز و احترام کے ساتھ پیش آیا کیونکہ اسمیں اپنا نفع اور مسلمانوں کا نقصان مدنظر تھا اسی زمانہ میں جب کہ مالدیپ سے ایک جہاز روانہ ہو رہا تھا جسمیں سارے کے سارے مسلمان تھے کیونکہ اس کے قبل تاجروں اور مبلغوں کے ذریعہ ادھر اسلامی روشنی کافی پھیل چکی تھی۔ اور مالدیپ کا راجہ مسلمان مشرف باسلام ہو چکا تھا اسلئے اس جہاز میں تحفہ تحائف کے ساتھ مسلمان بیت اللہ کو بقصد حج روانہ ہوئے تھے لیکن شدت طوفان کی وجہ سے جہاز کو جہاں جانا چاہیئے تھا ادھر نہ جا سکا بلکہ دوسرا راستہ اختیار کر چکا تھا چنانچہ دھر راجہ داھر کی فوج کے ساتھ ملاقات ہو گئی۔ اس کی فوج نے تمام قافلے کو لوٹ مار کر ان مسلمانوں میں کچھ لوگوں کو تو قید کر لیا اور کچھ باقی رہ گئے تھے ان کو نہایت ہی ظالمانہ طریقہ سے تہ تیغ کر دیا۔ عورتوں کو بھی گرفتار کرکے بےعزتی کی گئی اور بلا قصور بیحد مظالم توڑے گئے چنانچہ ایک عورت نے چیخ چیخ کر کہا۔ یا حجاج اغثنی!

اللہ اللہ ان مسلمانوں کو اس لئے اور صرف اس لئے قتل کیا جاتا ہے کہ وہ خدا کو ایک سمجھتے ہیں۔ آخر جب ان واقعات کی خبر حتی کہ یا حجاج اغثنی والی فریاد حجاج کو پہنچتی ہے تو وہ محمد قاسم کو راجہ داھر کے مقابلہ میں روانہ کرتا ہے۔ چنانچہ محمد بن قاسم سے راجہ داھر کا نہایت زور شور سے مقابلہ ہوتا ہے تین روز میدان کارزار گرم رہتا ہے بالآخر راجہ داھر کو شکست فاش سے دوچار ہونا پڑتا ہے راجہ داھر کی کچھ فوج فرار ہو جاتی ہے اور کچھ مقتول ہوتی ہے راجہ داھر کو بھی قتل کر دیا جاتا ہے اور اسلام کا پرچم لہرانے لگتا ہے یہ ۹۵ھ کا واقعہ ہے۔

کیا اس تاریخی حقیقت کو جاننے کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ فاتحانہ اور غاصبانہ حملہ تھا۔ ہرگز نہیں ہندوستان میں یہی مسلمانوں کا پہلا حاکمانہ قدم تھا جو محض مدافعانہ تھا۔ اس کے بعد محمد بن قاسم کے ملکی انتظامات اندرونی رواداریاں ایسی تھیں کہ سندھ کے تمام باشندے اس اسلامی حکومت کو نعمت عظمی سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کی مذہبی آزادی بھی برقرار رکھی گئی اور ایک فرد کو بھی جبراً مسلمان نہیں بنایا گیا۔ تفصیل کے لئے تواریخ کا مطالعہ کرو۔